شیرانی قوم کے باہمی تنازعات میں مروجہ قانون ضمانت: شریعت اسلامی کی روشنی میں

The Concept of Bail in Sherani Tribal Disputes: A Study in the Light of Islamic Shariah

1. Dr. Manzoor Ahmad	2. Muhammad Daud
Assistant Professor, Department of Arabic & Islamic Studies, Gomal University, DIKhan.	PhD Scholar, Department of Arabic & Islamic Studies, Gomal University, DIKhan
Email: drmanzoor67@yahoo.com	**Email:** dawoodsherani248@gmail.com

To cite this article:

1. Dr.Manzoor Ahmad 2. Muhammad Daud

Jan – June Vol.6 Issue .1(2025) Urdu

Al-Bahis Journal of Islamic Sciences Research, *6*(1) 48 -59 Retrieved from https://brjisr.com/index.php/brjisr/article/view/14

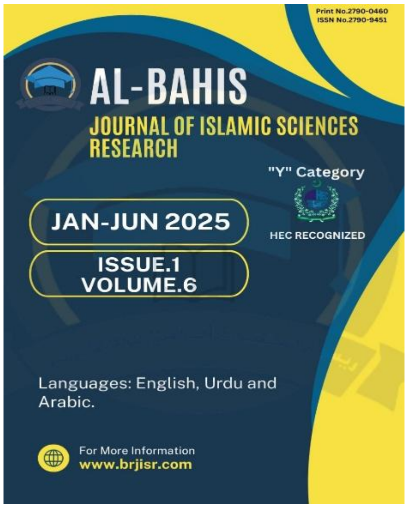

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

OPEN ACCESS

شیرانی قوم کے باہمی تنازعات میں مروجہ قانون ضمانت: شریعت اسلامی کی روشنی میں

The Concept of Bail in Sherani Tribal Disputes: A Study in the Light of Islamic Shariah

Abstract

The Sherani tribe, known for its distinct socio-cultural identity, follows traditional conflict resolution mechanisms deeply rooted in customary laws, particularly the concept of Zamanat (guarantee/bail) in dispute settlements. While these practices have been effective in maintaining tribal harmony, they raise significant questions when analyzed under the framework of Islamic Shariah. This study examines the Sherani tribe's customary laws of Zamanat in resolving internal disputes and evaluates their compatibility with Islamic jurisprudence. The research highlights the principles of justice, equity, and reconciliation in Islamic law and compares them with the tribal approach to conflict resolution. The findings suggest that while some aspects of the Sherani system align with Islamic injunctions on arbitration and dispute resolution, certain customary practices may require reform to ensure full compliance with Shariah principles. The study also explores potential recommendations for harmonizing tribal customs with Islamic legal provisions, thereby fostering a just and Shariah-compliant dispute resolution mechanism. This research contributes to the broader discourse on integrating customary laws with Islamic jurisprudence to ensure both social cohesion and adherence to divine injunctions.

Keywords: Sherani Tribe, Customary Law, Zamanat (Guarantee/Bail), Islamic Jurisprudence, Conflict Resolution

انسان مدنی الطبع ہے اس لیے معاشرتی زندگی اختیار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لھذا معاشرتی نظام کو منظم اور مربوط انداز میں چلانے اور معاشرے میں اجتماعی نظم کو برقرار رکھنے کے لئے قانون کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر معاشرہ مشترکہ فوائد حاصل کرنے اور نقصانات سے بچنے کے لئے اصول وضع کرتا ہے اور وہی اصول اس معاشرے کے قوانین وضوابط بن جاتے ہیں۔ قوم کی انفرادی واجتماعی زندگی میں ان قوانین کے اثرات ہمہ گیر ہوتے ہیں اور یوں معاشرہ افراد کی مجبوری بن جاتا ہے۔

جس طرح کسی قوم کے وضع شدہ قوانین اس معاشرے پر اثرانداز ہوتے ہیں اسی طرح شیرانی قوم کا بھی اپنا دستور اور آئین ہے جو ہر لحاظ سے مؤثر ہے، اس دستور اور آئین کی ضروری دفعات تحریری شکل میں موجود ہیں۔ جس کے تحت مقدمات حل ہوتے ہیں۔ مذکورہ قوم مملکت خداداد پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخوا کے ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان کے ساتھ ملحقہ سابقہ قبائلی علاقہ سب ڈویژن درازندہ اور بلوچستان کے ضلع شیرانی میں آباد ہے۔ یہ پشتونوں کے معروف شاخ سڑبن (اصلی نام ابراہیم) سے تعلق رکھتا ہے، بحیثیت قوم سنی مسلمان ہیں اور اپنی قبائلی روایات، مہمان نوازی اور غیرت وحمیت کے لیے مشہور ہیں، تاریخی طور پر برطانوی استعمار کے خلاف مزاحمت کی اور قومی تحریکوں میں فعال کردار ادا کیا۔ باہمی تنازعات کے لیے جرگہ نظام رائج ہے جس کے

اہم اراکین میں سے ایک رکن ضامن بمعنی کفیل ہے جو صلح کے بعد مرکزی کردار کا حامل اور فیصلہ منوانے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

زیر نظر آرٹیکل میں ضمانت کے طریق کار کا شریعت اسلامی کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے کہ قوم شیرانی کے عائلی، دیوانی اور فوجداری معاملات کے حل کا طریق کار کیا ہے؟ قوم شیرانی کے معاشرے میں ضمانت کو کیا اہمیت حاصل ہے؟ متنازعہ فریقین کے مابین صلح مصالحت کے بعد فیصلہ کے نفاذ کی ذمہ داری کس پر ہے؟ جرگہ میں مروجہ ضمانت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کفیل کو نقصان پہنچانا شریعت اسلامیہ کے رو سے کیسا ہے؟ کن صورتوں میں کفیل کی گرفت ہو سکتی ہے؟ ضمانت کی متبادل صورت کیا ہو سکتی ہے؟

عائلی، دیوانی اور فوجداری معاملات سمیت قوم شیرانی کے معاشرے میں علاقائی سطح پر مختلف نوعیت کے تنازعات کو نمٹانے کے لیے مرکہ (بمعنی جرگہ) کا نظام رائج ہے جسے مروجہ قانون کی چھتری حاصل ہے۔ اس نظام کی وجہ سے مقدمات حل ہوتے ہیں، جس میں فریقین کا منتخب کردہ ثالثین یا جرگہ داران باقاعدہ طور پر فریقین سے فیصلہ کرنے کا اختیار لیتے ہیں، جس کو علاقائی اصطلاح میں "واک" کہتے ہیں۔ واک رضا یا قضا کا لیا جاتا ہے کیونکہ مروجہ قانون میں کسی تنازعہ کے تصفیہ کے دو طریقے ہیں:

1۔ **رضا:** یعنی حکم کا فیصلہ سنانے کے بعد فریقین کو اختیار ہے چاہے تو قبول کرے، چاہے تو انکار کرے۔ اس طریقہ صلح میں فیصلہ سنانے سے پہلے اکثر و بیشتر فریقین کو اعتماد میں لیا جاتا ہے۔

2۔ **قضا:** اس میں ثالث کا فیصلہ جبری طور پر تسلیم کیا جاتا ہے جس کے لیے ثالث فیصلہ سنانے سے پہلے فریقین سے ایک ایک ضامن (کفیل) طلب کرتا ہے، جو فیصلہ منوانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں، یعنی جو فریق سنایا ہوا فیصلہ نہ مانے تو ضامن اس کو منوانے پر مجبور کرے گا، ورنہ دوسرا فریق اس ضامن کی گرفت کر سکتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ جو فریق فیصلہ کو مانتا ہے وہ فیصلہ سے روگردانی کرنے والے فریق کی ضامن کو مالی نقصان پہنچانے کا حق رکھتا ہے۔

یہ ضامن ایک عام شخص ہوتا ہے نہ وہ کوئی سرکاری عہدے پر فائز ہوتا ہے نہ ہی کسی پرامن طریقے سے فیصلہ منوانے پر قادر ہوتا ہے۔ اس ضمانت کو "دہ میڑہ د خُلے ضمانت" (ثالث کے زبان بمعنی فیصلہ کا ضامن) کہا جاتا ہے۔ اس ضمانت کی دو قسمیں ہیں:

1۔ عام ضامن: جو تاحیات فیصلہ منوانے کا ذمہ دار ہوتا ہے چاہے جب بھی کوئی اختلاف واقع ہو۔

2۔ زرغون ضامن: ضمانت کی اس قسم میں ضامن بذات خود تاحیات ذمہ دار ہوتا ہے، ضامن کی وفات کے بعد اس کا بھائی، بیٹا ذمہ دار ہوتا ہے، ان کی وفات کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔

ضامن کی عجز کی صورت میں دستور یہ ہے کہ ضامن اپنے اقرباء اور علاقے کے معتبر اشخاص کے ہمراہ فریق کے گھر بطرز نہورہ جا کر درخواست کرتے ہیں کہ اس کو ضمانت سے خلاصی دو، اگر اس کی جان خلاصی ہو جاتی ہے تو فریقین میں صلح ختم اور تنازعہ از سر نو شروع ہو جاتا ہے، اور اگر ضمانت سے خلاصی نہیں ملتی تو ضامن حسب سابق ماخوذ ہوتا ہے۔

اہم نکات

1۔ تنازعہ کے تصفیہ کے دو طریقے ہیں۔ 1: رضا۔ 2: قضا۔

2۔ رضا کے فیصلے میں فریقین کو اختیار حاصل ہے اگر قبول کرے تو فبہا ورنہ انکار کر سکتے ہیں۔

3۔ قضا کے فیصلے میں ہر ایک ضامن، ثالث کے زبان سے نکلنے والے ہر لفظ کا ذمہ دار ہوتا ہے اور اس پر لازم ہے کہ اپنے اپنے فریق سے فیصلہ منوائے، ورنہ دشمنی اور نقصان کا موجب ضامن ہی ہوتا ہے۔

4۔ عام ضامن کی ذمہ داری تاحیات ہوتی ہے اور زرغون ضامن کی صورت میں نسل در نسل یہ ذمہ داری منتقل ہوتی رہتی ہے۔

5۔ ضامن کی خلاصی کی صورت یہ ہے کہ نہورہ کی شکل میں فریق مخالف اسے خلاصی دیتا ہے اور تنازعہ پھر سے شروع ہو جاتا ہے۔

عصر حاضر میں مروجہ قانون اور طریق کار بعینہٖ موجود ہے اس میں کسی قسم کی ترمیم نہیں کی گئی ہے۔ اور کسی فریق کا فیصلہ نہ ماننے کی صورت میں ضامن کے گھر بڑی تعداد میں لوگوں کو لے جایا جاتا ہے اور بیٹھ کر اسے گھر تک محدود کر لیتا ہے، لوگوں کی مداخلت پر گھر سے تو اٹھ کر چلے جاتے ہیں لیکن ضامن کو نقصان

پہنچانے کا حق لازم ہو جاتا ہے، جس کے بعد مذکورہ ضامن کا نقصان ہوتا ہے تو فریقین میں سے کوئی بھی ضمان دینے کو تیار نہیں ہوتا اور ضامن کا دونوں فریق سے تنازعہ میں شدت آجاتی ہے۔

ضمانت: شریعت اسلامی کی روشنی میں ضمانت کو شریعت اسلامی میں کفالت کہا جاتا ہے جس کا لغوی معنی ہیں، ذمے داری، ضمانت، ضامنی، بار اٹھانا۔[1]

علامہ شامی نے اس کی تعریف یوں کی ہے :"هي لغة الضم قال تعالیٰ و كفلها زكريا ای ضمها الى نفسه"[2]

(لغت میں اس کے معنی ملا لینے کے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے، اور زکریا نے اس کی کفالت کی یعنی اس کو اپنے ساتھ ملا لیا)

اسی طرح صاحبِ مبسوطؒ بھی لکھتے ہیں :"الكفالةمشتقةمن الكفل وهوالضم ومنه قوله تعالیٰ(وكفلهازكريا)(آل عمران:37)أي: ضمهاإلى نفسه وقال صلى الله عليه وسلم:أناوكافل اليتيم فى الجنةكهاتين أي ضم يتيماًإلى نفسه"[3]

(کفالہ کفّل سے مشتق ہے اور اس کے معنٰی ملانے کے ہے اور اسی سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا قول (اس نے اس کو اپنے ذمہ لے لیا یعنی ملا دیا) ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میں اور یتیم کا دیکھ بال کرنے والے اس طرح جنت میں ساتھ ہونگے یعنی یتیم کو اپنے ساتھ چمٹا دیا)

علامہ زحیلیؒ لکھتے ہیں :"الكفالة لغةهى الضم أوالتزام،فمنه ولقوله تعالیٰ وكفلهازكرياای ضمهاالى نفسه-وقوله اناوكافل اليتيم كهاتين فى الجنةرواه احمدوالبخارى وابوداودوترمذى ان سهل بن سعد الذى يضمه اليه ليربيه والكفيل الضامن وكفل وتكفل بمعنى واحد"[4]

(کفالہ لغت میں چمٹنے اور لازم ہونے کے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے۔ چمٹنے کے معنٰی میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ قول بطورِ استشہاد کے کافی ہے کہ حضرت زکریا علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت مریم علیہا الصلاۃ والسلام کو اپنے ساتھ ملا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اور یتیم کا دیکھ بھال کرنے والے اس طرح جنت میں ہونگے (جس طرح بیچ والی انگلی اور شہادت والی انگلی ایک دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی ہیں)۔ یہ حدیث امام بخاری، ابو داؤد اور ترمذی رحمہم اللہ علیہم نے حضرت سہل بن سعدؓ کی روایت سے ذکر فرمائی ہے۔ یعنی اس نے اس کو اپنے ساتھ ملایا تاکہ اس کی پرورش کرے اور کفیل کے معنٰی ضامن کے آتا ہے۔ کفَّل اور تکفَّل دونوں ایک ہی معنٰی میں آتے ہیں)

فقہاء کرام کی مذکورہ عبارات سے اس بات کا اثبات ہو رہا ہے کہ کفالہ لغتًہ دو معنٰی میں مستعمل ہوا ہے، ایک چمٹنے اور دوسرے لازم ہونے کے، یعنی جو شخص کسی چیز کا ذمہ دار ہے، تو اس کے ذمہ داری کے ساتھ اپنی ذمہ داری ملا دینا کفالت ہے، یعنی خود بھی ذمہ دار ہو جانا، اگرچہ ایسا کرنا اس پر واجب نہیں ہے لیکن جب ذمہ داری لے لی تو ذمہ دار ہو گیا، جیسا کہ المجلہ میں ہے :"الكفالة: ضم ذمة الى ذمة في المطالبة شيء يعنى أن يضم احد ذمة أخر، ويلتزم ايضا المطالبته التي لزمت فى حق ذلك"[5]

---

[1] فیروز الدین، فیروز اللغات، (کراچی: فیروز سنز، س ن)، ص1017
1.Ferozuddin, Feroz Lughat, (Karachi: Feroz Sons, S.N.), p 1017

[2] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، (کراچی: ایچ ایم سعید کمپنی، س ن)، ج5، ص281
2.Ibn Abidin, Radd al-Mukhtar on al-Dur al-Mukhtar, (Karachi: H.M. Saeed Company, S.N.), Vol. 5, p 281

[3] السرخسی، ابی بکر محمد بن احمد، شمس الائمہ۔ المبسوط، (بیروت: دار المعرفہ، 1414ھ/1993ء)، ج19، ص161
3. Al Sarkhesi, Abu Bakr Muhammad bin Ahmad, Shams al-Aymah al-Mabsut, (Beirut: Dar al-Marfa, 1414 AH/1993), vol. 19, p 161

[4] زحیلی، وھبہ بن مصطفٰی، المعاملات المالیہ المعاصرہ، (بیروت: دار الفکر، س ن)، ص93
Zuhaili, Wahba bin Mustafa, Contemporary Financial Transactions, (Beirut: Dar al-Fikr, S.N.), p 93

[5] عدة علماء وفقهاءخلافة عثمانى ه،مجلة الاحكام العدلى ه، محقق، نجیب ھواوینی، (کراچی: نور محمد کارخانہ تجارت کتب، س ن)، المادہ612، ج1، ص115
5. Researcher, Najeeb Hawawini, (Karachi: Noor Muhammad Karhan Tejarat Kitab, S.N.),

(کفالۃ کسی چیز کے مطالبے میں ذمہ کو ذمہ سے ملانا ہے، یعنی کوئی شخص اپنے ذمہ کو دوسرے کے ذمہ سے ملالے، (یعنی خود بھی ذمہ دار بن جائے)اور جب اس نے یہ ذمہ داری لے لی تو اسے بھی مطالبہ کرنالازم آتا ہے)

صاحبِ ہدایہ کفالہ کی اصطلاحی وشرعی معنیٰ یوں لکھتے ہیں: "هی ضم الذمة إلى الذمة فی المطالبة، وقيل فی الدين، والأول أصح"[6]

(مطالبہ کرنے میں ایک کے ذمہ کو دوسرے کے ذمہ کے ساتھ ملانا۔ یا دَین میں ایک چیز کی ذمہ داری کو دوسرے کی ذمہ داری کے ساتھ ملالیا جائے، لیکن پہلا قول سب سے زیادہ درست معلوم ہوتا ہے۔)

صاحب درمختار نے اصطلاحی تعریف یہ بیان کی ہے: "وشرعاً (ضم ذمة) الكفيل (الى ذمة) الاصيل"[7]

(یعنی شرعاً کفالت اس کو کہتے ہیں کہ اصیل سے ہٹا کر کفیل کے ذمہ کوئی کام ڈال دینا۔ یا اصیل سے مطالبہ میں کسی اور کو بھی ذمہ دار ٹھہرا دینا)

"والكفالة تسمیٰ: حمالة وضمانة وزعامة--ويسمیٰ الكفيل بالضامن والزعيم والحميل والقبيل"[8]

(کفالت کو حمالۃ، ضمانۃ اور زعامۃ بھی کہا جاتا ہے---کفیل کو ضامن، زعیم، حمیل اور قبیل بھی کہا جاتا ہے)

کفیل کا مطلب ہے کفالت کرنے والا، خواہ ذات کی کفالت کرے یا مال کی کرے۔ اس لحاظ سے کفالت کی دو قسمیں ہیں: 1۔ کفالت بالنفس 2۔ کفالت بالمال۔ صاحب ہدایہ نے اس کو یوں بیان کیا ہے: "الكفالة ضربان كفالة بالنفس وكفالة بالمال"[9]

(کفالہ کی دو قسمیں ہیں کفالت بالنفس اور کفالت بالمال)

1۔ کفالت بالنفس (شخصی ضمانت):۔ کفالت بالنفس کے معنی یہی ہے کہ کوئی شخص اس بات کی ضمانت لے کہ میں مکفول کو مکفول لہ کے پاس یا حاکم کے پاس حاضر کردوں گا، جس کو آج کے دور میں شخصی ضمانت کہا جاتا ہے، اب ضمانت کے بعد اگر وقت مقررہ پر حاضر نہ کرے، تو اسی ضامن کو قید کیا جائے گا، تا کہ اس کو حاضر کردے، البتہ کفیل بالنفس سے وہ حق وصول نہیں کیا جائے جو مکفول عنہ کے ذمہ واجب ہو، الا یہ کہ کفیل مال کا بھی ضامن ہے۔ کفالت بالنفس کی مشروعیت کے بارے میں فقہاء یہ دلیل پیش کرتے ہیں، ارشاد خداوندی ہے: "قَالَ لَنْ أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّى تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَنْ يُحَاطَ بِكُمْ" [10]

(کہا ہرگز نہ بھیجوں گا اس کو تمہارے ساتھ، یہاں تک کہ دو مجھ کو عہد خدا کا، کہ البتہ پہنچادو گے اس کو میرے پاس، مگر یہ کہ گھر جاؤ تم سب)

آیت میں یہ ارشاد ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے برادران یوسف علیہ السلام یعنی اپنے بیٹوں سے یہ عہد و پیمان لیا کہ وہ بنیامین کو مصر سے واپس لائیں گے۔ اس سے فقہاء و مفسرین نے یہ استدلال کیا ہے کہ کفالت بالنفس جائز ہے، یعنی کسی مقدمہ میں ماخوذ انسان کو مقدمہ کی تاریخ پر حاضر کرنے کی ضمانت

Al-Madah 612, Vol. 1, p 115

[6] المرغینانی، ابوالحسن برہان الدین، علی بن ابی ابکر، الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی، (بیروت: داراحیاء التراث العربی، س ن)، ج3، ص87

6. Al-Marghinani, Abul-Hasan Burhan al-Din, Ali ibn Abi Abkar, Al-Hidayah in the Explanation of the Beginning, (Beirut: Darahya al-Turaht al-Arabi, 1991), vol. 3, p 87

[7] ابن عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار، ج5، ص281

7.Ibn Abidin, Rebuttal to Al-Dur al-Mukhtar, vol. 5, p. 281

[8] سید السابق، مصری، الفقہ السنہ، مبحث الکفالہ، (بیروت: المکتبۃ العصریۃ)، ج3، ص203

8.Sayyid al-Sayyib, Egyptian, Fiqh al-Sunnah, Discussion of Al-Kafala, (Beirut: Al-Muktabat al-Asriya), Vol. 3, p 203

[9] المرغینانی، الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی، ج3، ص87

9.Al-Marghinani, Al-Hidayah in Sharh Bidayah al-Mubtadi, Vol. 3, p 87

[10] القرآن 12 :66

10.Al-Quran 12 : 66

لے لینادرست ہے۔ امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:"هذه الآية اصل في جواز الحمالة (الكفالة) بالعين والوثيقة بالنفس"[11]

(یہ آیت کفالت کے جواز کے بارے میں اصل ہے، چاہے کسی شخص کی ذات کے بارے میں ہو یا اس کی طرف سے ذمہ داری کا تعلق ہو)

جمہور علماء کے نزدیک کفالت بالنفس کفالت بالمال کی طرح جائز ہے، کیونکہ آیت مذکورہ سے کفالت بالنفس کا اثبات ہوتا ہے، اسی طرح نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: " الزَّعِيمُ غَارِمٌ"[12](کفیل ضامن ہے)

چونکہ یہ مطلق ارشاد ہے، اس لئے کفالت کے دونوں قسموں کو شامل ہے۔ کفالت بالنفس کے جواز کے بارے میں امام ابی بکر بن علی الحدادی لکھتے ہیں:

"فالكفالة بالنفس جائزة سواء كان بامر المكفول عنه او بغير امره كما يجوز في المال"[13]

(کفالت بالنفس (شخصی ضمانت) جائز ہے چاہے مکفول عنہ (اصیل) کے امر (اور رضا) سے ہو، چاہے اس کی رضا و اذن کے بغیر ہو، جیسا کہ مالی ضمانت میں ہوتا ہے)

جن الفاظ کے ساتھ کفالت بالنفس کا انعقاد ہوتا ہے، اس کے بارے میں الفتاویٰ السراجیہ میں ہے:"اذا قال كفلت بنفس فلان او بروحه او برقبته او بجسده او براسه او بكل عضو يعبر به عن البدن او بنصفه او بثلثه او قال انا زعيم به او قبيل او ضمنته او هو عليَّ اوالیَّ صار كفيلاً و لزمه احضاره عند الطلب"[14]

(جب کفیل نے یہ کہا کہ میں نے فلاں نفس کی کفالت کی، یا میں نے اس کے روح کی، یا اس کی رقبہ کی یا اس کے بدن کی، یا اس کے سر کی کفالت کی، یا ہر ایسے لفظ کے ساتھ جس سے تمام بدن کی تعبیر کی جاتی ہے، کفالت کی، مثلاً: یہ کہا کہ میں نے اس کے نصف کی یا تہائی کی کفالت کی، یا یہ کہا کہ میں اس کا ضامن ہوں، یا میں نے اس کی ضمانت دی، یا یہ کہ وہ مجھ پر ہے، تو وہ ضامن بن جاتا ہے اور طلب کے وقت اس کا حاضر کرنا اس پر لازم ہوتا ہے)

2۔ کفالت بالمال (مالی ضمانت):۔ اس کفالت سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی متعین چیز کی کفالت اٹھائے، مثلاً مبیع کے بارے میں یہ کہے کہ اگر بائع نے ادا نہ کیا تو میرے ذمہ ہے، یا مال مغصوب غاصب نے فلاں وقت تک واپس نہ کیا تو میں ذمہ دار ہوں، اسے مالی ضمانت کہا جاتا ہے، اس ضمانت میں اگر مکفول عنہ مال ادا نہ کرے تو کفیل کے ذمہ مال کی ادائیگی لازم ہوگی بشرطیکہ دین صحیح ہو اور دین کی مقدار معلوم ہو۔ کفالۃ بالمال کی مشروعیت کے بارے میں یہ دلیل پیش کی جاتی ہے، ارشاد خداوندی ہے:"وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ"[15]

(جو اس (شاہی پیمانہ) کو لے کر آئے، اسے ایک اونٹ کے بوجھ کا غلہ ملے گا اور میں اس (انعام کے دلوانے) کا ذمہ دار ہوں)

---

[11] القرطبی، ابی عبداللہ محمد بن احمد، الجامع الاحکام القرآن، (قاہرہ: دار الکاتب العربی، 1967ء)، ج9، ص225

11. Al-Qurtubi, Abi Abdullah Muhammad bin Ahmad, Al-Jami al-Ahkam al-Qur'an, (Cairo: Dar al-Katib al-Arabi, 1967), vol. 9, p 225.

[12] الطیالسی، ابوداؤد سلیمان بن داؤد، مسند ابی داؤد الطیالسی، رقم الحدیث: 1128، (بیروت: دار المعرفہ، س ن)، ج5، ص154

12. Al-Tayyasi, Abu Dawud Sulayman ibn Dawud, Musnad Abu Dawud al-Tayyasi, Hadith No. 1128, (Beirut: Dar al-Ma'rifah, n.d.), Vol. 5, p 154.

[13] الحدادی، ابی بکر بن علی بن محمد، الجوھرۃ النیرۃ شرح القدوری، کتاب الکفالہ، (کراچی: میر محمد کتب خانہ، س ن)، ج1، ص400

13. Al-Haddadi, Abu Bakr bin Ali bin Muhammad, Al-Jawhara Al-Naira, Commentary on Al-Qaduri, Kitab Al-Kafala, (Karachi: Mir Muhammad Library, S.N.), Vol. 1, p 400

[14] الاوشی، سراج الدین، الفتاویٰ السراجیہ، برحاشیہ الفتاویٰ القاضی خان، کتاب الکفالۃ، (پشاور: مکتبہ حقانیہ، س ن)، ج4، ص321،320

14. Al-Awshi, Sirajuddin, Al-Fatawa Al-Sarajiyya, with the margins of Al-Fatawa Al-Qazi Khan, Kitab Al-Kifalat, (Peshawar: Maktaba Haqqaniyya, S.N.), Vol. 4, pp 320, 321

[15] القرآن 12 :72

15. Al-Quran 12 : 72

یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں جب پیالہ گم ہوگیا تو تلاش کرتے وقت اعلان ہوا کہ تفتیش سے قبل ہی جو شخص یہ پیالہ یا جام شاہی ہمارے حوالے کردے گا تو اسے انعام یا اجرت کے طور پر اتنا غلہ دیا جائے گا، جو ایک اونٹ اٹھا سکے اور میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں۔ مفسرین کے نزدیک اس آیت سے جس طرح "جعالہ "یعنی انعام دینے کا اثبات ہوتا ہے، اسی طرح اس آیت سے کفالت بالمال یا مالی ضمانت بھی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ ابن العربی لکھتے ہیں:

"وقد اختلف الناس في الكفالة . وهذه الآية نص على جوازها"[16]

(لوگوں نے کفالت کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔۔۔اور یہ آیت اس کے جائز ہونے پر نص ہے)

المقداد سیوری لکھتے ہیں : "(فيها) شريعة ضمان مالها لانه وان لم يكن لازما لكنه آئل اليه واستدل بعضهم بجوازضمان ما لها على لزومها اذ غير اللازم لا يصح ضمان ماله"[17]

(اس آیت سے مالی ضمانت کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے، اور یہ ضمانت اگرچہ لازم نہیں ہے، لیکن یہ ضامن کی طرف عائد ہوتی ہے، اور بعض فقہاء نے اس سے مالی ضمانت کے لازم ہونے کے جواز پر استدلال کیا ہے، کیونکہ جو چیز لازم نہ ہو، اس کی مالی ضمانت صحیح نہیں ہوتی)

علامہ سیوطی لکھتے ہیں: "(هذه الآية) أصل في الضمان والكفالة"[18]

(یہ آیت ضمان اور کفالت کے بارے میں اصل (یعنی ان کی بنیاد) ہے)

وھبۃ الزحیلی لکھتے ہیں :"دل قوله (وانا به زعيم) على جواز الكفالة بنوعيها، الكفالة بالمال والكفالة بالنفس"[19]

(اللہ تعالیٰ کا یہ قول "اور میں اس کا ذمہ دار ہوں" کفالت کے دونوں قسموں یعنی مالی کفالت اور شخصی کفالت کے جواز پر دلالت کرتا ہے)

مالی ضمانت کی مشروعیت احادیث میں مذکور واقعات سے بھی ثابت ہوتی ہے، مثلاً: سلمہ بن اکوع کی حدیث ہے:

"كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ،فَقَالُوا:صَلِّ عَلَيْهَا،فَقَالَ:هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟قَالُوا:لَا،قَالَ:فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ قَالُوا:لَا،فَصَلَّى عَلَيْهِ،ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرَى،فَقَالُوا:يَارَسُولَ اللَّهِ صَلِّ عَلَيْهَا،قَالَ:هَلْ عَلَيْهَا دَيْنٌ ؟ قِيلَ:نَعَمْ،قَالَ:فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ قَالُوا:ثَلَاثَةَ دَنَانِيرَ،فَصَلَّى عَلَيْهَا،ثُمَّ أُتِيَ بِالثَّالِثَةِ،فَقَالُوا:صَلِّ عَلَيْهَا،قَالَ:هَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟قَالُوا:لَا،قَالَ:فَهَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟قَالُوا:ثَلَاثَةُ دَنَانِيرَ، قَالَ:صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ،قَالَ أَبُوقَتَادَةَ:صَلِّ عَلَيْهِ يَارَسُولَ اللَّهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهُ،فَصَلَّى عَلَيْهِ"[20]

(ہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک جنازہ آپ ﷺ کے پاس لایا گیا تو صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ان کی نماز جنازہ ادا فرمادیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا : کیا اس پر دین ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ان کا نمازِ جنازہ پڑھادیا۔ پھر دوسرا جنازہ لایا گیا تو آپ ﷺ نے

---

16 ابن العربی، ابو بکر محمد بن عبداللہ، احکام القرآن، (بیروت: دارالمعرفہ، 1972ء)، ج3، ص1097

16. Ibn al-Arabi, Abu Bakr Muhammad bin Abdullah, The Commandments of the Qur'an, (Beirut: Dar al-Marafa, 1972), vol. 3, p. 1097

17 سیوری، جمال الدین، المقداد بن عبداللہ، کنز العرفان فی الفقہ القرآن، (تہران: مطبعہ حیدری، س ن)، ج2، ص66

17. Yuri, Jamal al-Din, Al-Miqdad bin Abdullah, Kanz al-Irfan fi al-Fiqh al-Quran, (Tehran: Haydari Press, S.N.), Vol. 2, p 66

18 سیوطی، جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر، الاکلیل فی استنباط التنزیل، (کوئٹہ: مکتبہ اسلامیہ، 1403ھ)، ص132

18. Suyuti, Jalaluddin Abdur Rahman bin Abi Bakr, Al-Aklil fi Istanabat al-Tanz (Quetta: Maktaba Islamia, 1403 AH), p 132.

19 وھبہ الزحیلی، التفسیر المنیر فی العقیدۃ والشریعۃ والمنہج، (دمشق، دارالفکر، 1998ء)، ج13، ص35

19. Wahba al-Zahili, al-Tafseer al-Munir fi al-Aqeedah wal Shariah wal Manhaj, (Damascus, Dar al-Fikr, 1998), vol. 13, p 35

20 حمزۃ، محمد قاسم، منارالقاری شرح مختصر صحیح البخاری، (دمشق: مکتبۃ دارالبیان؛ الطائف: مکتبۃ المؤید، 1410ھ/1990ء)، ج3، ص314

20. Hamza, Muhammad Qasim, Minar al-Qari's summary of Sahih Al-Bukhari, (Damascus: Maktab Dar al-Bayan; Al-Taif: Maktab al-Muayyed, 1410 AH/1990), vol.3, p 314.

فرمایا کہ کیااس پر دَین ہے ؟فرمایا گیا کہ جی ہاں، تو آپؐ نے فرمایا کہ کیااس نے کوئی چیز چھوڑی ہے ؟صحابہ نے عرض کیا کہ تین دینار چھوڑے ہیں۔آپؐ نے ان کا نمازِ جنازہ پڑھادیا۔پھر تیسرا جنازہ لایا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ کیااس نے کوئی چیز چھوڑی ہے ؟صحابہ کرامؓ نے جواباًفرمایا کہ نہیں۔آپؐ نے فرمایا : کیااس پر دَین ہے ؟صحابہ نے عرض کیا کہ تین دینار۔آپؐ نے فرمایا کہ اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ ادا کر دو تواس دوران حضرت قتادہؓ نے فرمایا کہ ان کے قرض کی ادائیگی کی ذمہ داری میرے ذمہ ہے تو پھر آپؐ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھایا)

مذکورہ بالا حدیث سے کفالہ کی اہمیت کااندازہ لگایا جاسکتاہے کہ یہ کس قدر اہم ذمہ داری ہے کہ پہلے آپ ﷺ نے مقروض صحابی کی نمازِ جنازہ کی ادائیگی سے منع فرمادی تھی، لیکن قرض کی ادائیگی کی ذمہ داری سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ذمہ لی اوراس کے بعد آپ ﷺ نے ان کی نمازِ جنازہ کی امامت فرمائی۔

فقہ حنفی کے مشہور امام احمد بن جعفر القدوری لکھتے ہیں :"واما الكفالة بالمال فجائزة معلوما كان المال المكفول به او مجهولا اذا كان دينا صحيحا مثل ان يقول تكفلت عنه بالف او بما لك عليه او بما يدركك من شي في هذالبيع"[21]

(کفالت مالی جائز ہے خواہ وہ مال جس کی کفالت کی ہے، مال معلوم ہو یا مجہول ہو بشر طیکہ وہ دین صحیح ہو، مثال یہ کہ جیسے کفیل کہے کہ میں نے اس قرض دار کی طرف سے ہزار درہم کی کفالت کی، یااس مال کی جو تیرا اس شخص پر ہے، یااس مال کی جو تجھے اس بیع میں پیش آوے)

کفالہ کی اجماعی حیثیت کے حوالے سے علامہ سرخسیؒ لکھتے ہیں:

" وماثبت فی شریعةمن قبلنافهوثابت فی شریعتنامالم یظهرنسخه والظاهرهناالتقریرفإن النبی صلی الله علیه وسلم بعثوالناس یکفلون فأقرهم علی ذلک وقال النبی صلی الله علیه وسلم:الزعیم غارم. قیل أنه مکتوب فی التوراةالزعامةأولهاملامةوأوسطهاندامةوآخرهاغرامة"[22]

(سابقہ ادیان کی تمام باتیں ہماری شریعت میں اس وقت تک قابل قبول ہیں جب تک کہ صراحتاًانکا منسوخ ہوناثابت نہ ہوا ہو۔شریعتِ اسلام میں ہر وہ کام حجت ہے جو کہ آپؐ کے سامنے کیاجارہاہو اور آپؐ نے اس کام کے کرنے یانہ کرنے کی کوئی بات ارشادنہ فرمائی ہو، بلکہ آپؐ نے اس کام کے بارے میں سکوت اختیار فرمائی ہو، اسی طرح لوگ ایک دوسرے کی ذمہ داریاں لیتے تھے۔ آپؐ نے ان کواس کام سے منع نہیں فرمایا ،بلکہ اس کو برقرار رکھنے کی تاکید فرمائی۔آپؐ نے فرمایا:(کفیل تاوان چکانے کاذمہ دار ہے)،جو کہ کفالہ کے جواز کیلئے کافی ہے۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ توراۃ میں یہ لکھاہوا ہے کہ ضمانت کی ابتداء ملامت ہے۔درمیان پریشانی ہے اور آخر تاوان ہے)

مذکورہ بالا قول سے اجماعِ امت کا کفالہ کے جائز ہونے کااثبات ہوتاہے، بہر حال جو شخص ضامن بنے اس کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس کا پوراحق تمام شرعی اصولوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ادا کرے۔اوراس میں خیانت اور دھوکہ دہی سے اجتناب کرے۔

مروجہ ضمانت و کفالت کے غیر شرعی وجوہات

اس ضمانت کی بعض صورتیں اگرچہ کفالۃ بالنفس یا کفالۃ بالمال کے تحت داخل ہونے کی وجہ سے جائز ہیں لیکن بہت سی ایسی صورتیں بھی مروج ہیں جو شرعی لحاظ سے کسی بھی جائز کفالت کی شرائط کے مطابق نہیں ہوتی۔اس بناء پر کفالت وضمانت کا یہ مروج قانون درج ذیل وجوہات کی بناء شرعی اصولوں کے خلاف ہے ۔

1۔کفالت بالنفس میں اگر کفیل کا عجز ظاہر ہو تو شرعاًاس کی گرفت نہیں ہوتی۔

ہر قسم کے فیصلہ کو فریقین سے منوانے کی کفالت وضمانت کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں، کیونکہ شرعی کفالت یا تو کفالت بالنفس ہو گی یا کفالت بالمال۔کفالت

---

[21] قدوری، ابوالحسن احمد بن جعفر، مختصر القدوری مع شرح الجوہرۃ النیرہ، کتاب الکفالہ، (کراچی: میر محمد کتب خانہ، س ن)، ج1، ص402

21. Qadduri, Abu al-Hasan Ahmad bin Ja'far, Mukhtasar al-Qadduri with commentary on the jewel of the Naira, Kitab al-Kafala (Karachi: Mir Muhammad Library, S.N.), Vol. 1, p 402

[22] السرخسی، المبسوط، ج19، ص161

22. Al-Sarakhsi, Al-Mabusut, vol. 19, p 161

بالنفس میں کفیل پر اس فریق کو حاضر کرنا لازم ہے، بشرطیکہ کفیل اسکو حاضر کرنے پر قادر ہو، ورنہ جب کفیل کا عجز ظاہر ہو تو اس سے تعرض نہیں کیا جائے گا۔ صرف اس کی مماطلۃ(ٹال مٹول) کی صورت میں اس کی گرفت کی جائیگی۔ جبکہ مروجہ قانون ضمانت میں کفیل کے عجز کو نہیں دیکھا جاتا، بلکہ کسی فریق کی روگردانی پر ہر صورت اس کے کفیل کی گرفت کی جاتی ہے اور اسے نقصان پہنچایا جاتا ہے۔

اسی طرح کفالت بالمال میں اگر اصیل اس مال کی ادائیگی کے لیے تیار نہ ہو تو اس کا کفیل ذمہ دار ہوگا۔ اس کے برخلاف مروجہ ضمانت میں کسی مالی حق کی کفالت کرنے کے بجائے مطلقاً ثالث کے ہر قسم کے فیصلہ کو کسی فریق سے منوانے کی کفالت کی جاتی ہے جو کہ شرعی اصول کے خلاف ہے۔

2۔ جو چیز کفیل کے دسترس سے باہر ہو تو شرعاً اس کی کفالت باطل ہے:

فقہاء نے لکھا ہے کہ جو چیز کفیل کے دائرہ اختیار سے باہر ہو اس کی کفالت درست نہیں ہے جب کفالت درست نہیں تو کفیل کے ذمہ کچھ لازم بھی نہیں ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ثالث کا فیصلہ کسی سے منوانا اس کفیل کے دائرہ اختیار سے باہر ہے جس کے پاس اقتدار نہ ہوں کیونکہ فیصلہ میں بسا اوقات بہت سی ایسی چیزیں بھی بیان کی جاتی ہیں جن پر فریق سے عمل درآمد کرانا نہ کفیل کے بس میں ہوتا ہے نہ ان چیزوں کی کفالت مشروع ہوتی ہے۔ جبکہ مروج قانون میں ان پر عمل درآمد کرانا اس کے کفیل سے مطلوب ہے، جو شریعت کے خلاف ہے۔

3۔ کفیل کو نقصان پہنچانا

مذکورہ طریق کفالت اس لیے بھی ناجائز ہے کہ فیصلہ سے روگردانی کرنے کا گناہ کسی ایک فریق نے کیا اور اس کی سزا اس کی ایک بے بس وبے اختیار اور بے گناہ کفیل کو دی جاتی ہے، اس کو نقصان پہنچایا جاتا ہے ظلم وستم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

" أَلَا لَاتَظْلِمُوا أَلَا لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ إِلَّا بِطِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ"[23] (سن لو! ظلم نہ کرو، کسی مسلمان کا مال اس کی خوشی کے بغیر حلال نہیں)

اس ظلم کو ظلم ہی نہیں سمجھا جاتا، بلکہ سارا معاشرہ ظالم کا معاون بن کر قانوناً اس کو برحق سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حضور ﷺ نے ظالم کے تعاون کرنے پر سخت وعید فرمایا ہے کہ: " من مشى مع ظالمٍ ليقويَهُ وهو يعلم أنه ظالمٌ فقد خرج من الإسلامِ"[24]

اس حدیث میں حضور ﷺ نے ظالم کو تقویت دینے کے لیے اس کے ساتھ ایک قدم چلنے کو بھی خروج من الاسلام (دین سے نکلنا) قرار دیا۔

4۔ ضامن کے احسان کے بدلہ میں نقصان دینا۔

عقل کی رو سے بھی اگر غور کیا جائے کہ جن لوگوں نے فریقین کی خیر خواہی کی کوشش کی، ان کے تصفیہ کی ذمہ داری قبول کرلی، فریقین پر احسان کیا۔ اور فریقین ان کا شکریہ ادا کرنے کے بجائے ان کو نقصان پہنچانے یا نقصان کا سبب بنے لگ جائیں تو کیا یہ ناشکری نہیں ہوگی؟ اور کیا احسان کا بدلہ ظلم سے دینا کسی

---

[23] الخطیب العمری، ولی الدین محمد بن عبداللہ، امام، مشکوۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الغصب والعاریۃ، (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، 1985ء)، رقم الحدیث: 2946، ابن حجر العسقلانی فی ھدایۃ الرواۃ الی تخریج احادیث المصابیح والمشکاۃ ومعہ تخریج الالبانی للمشکاۃ، المحقق والمترجم: علی بن حسن بن عبدالحمید الحلبی، ط: اول، (الدمام: دار ابن القیم، 1422ھ) ج3، ص193

23. Al-Khatib Al-Umari, Walid-ud-Din Muhammad bin Abdullah, Imam, Mishkat Al-Masabih, Kitab Al-Bay'u, Bab Al-Ghasab Wal-Aariyyah, (Islamabad: National Book Foundation, 1985), Hadith No.: 2946, Ibn Hajar Al-Asqalani in the Guidance of the Narrators to the Classification of Hadiths of Al-Masabih and Al-Mishkatah, with Al-Albani's Classification of the Mishkatah, the researcher and translator: Ali bin Hasan bin Abdul Hamid Al-Halabi, Volume 1, (Dammam: Dar Ibn Al-Qayyim, 1422 AH) Vol. 3, p 193

[24] ملا علی قاری، نور الدین علی بن سلطان محمد، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الظلم، الفصل الثالث، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن)، ج9، ص321

24. Mulla Ali Qari, Noor al-Din Ali bin Sultan Muhammad, Marqa’at al-Khayla Sharh Mishkaat al-Mashab, Kitab al-Adab, Chapter Al-Zalm, Chapter 3, (Beirut: Dar al-Kutub Al-Ulamiya, S.N.), vol. 9, p 321

بھی قانون میں جائز ہے؟

5۔جو کفیل شرعاً ذمہ دار نہ ہو اس کو رہائی کے مطالبہ پر مجبور کر کے فریق مخالف کے گھر دنبہ لے جانا۔

دستور کے مطابق جب ضامن فریق کو فیصلہ منوانے سے عاجز ہو جاتا ہے تو اس کی رہائی یعنی کفالت ختم کرنے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ کفیل علاقے کے معتبر شخصیات سمیت ایک دنبہ ساتھ لے کر فریق مخالف کے گھر جا کر اس سے ضامن کی رہائی اور ذمہ داری سے برات کی درخواست کرتے ہیں کہ آپ اس کو چھوڑ کر معاف کر دو۔اس کی خلاصی کی صورت میں فیصلہ ختم ہو کر تنازعہ اصل مدعی کی طرف لوٹتا ہے اور خلاصی نہ دینے کی صورت میں اسی ضامن کو تنازعہ کا محل سمجھ کر نقصان پہنچانا درست سمجھا جاتا ہے۔حالانکہ یہ دستور بھی چند وجوہات کی بناء پر شریعت کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔مثلاً:

1:اس دستور کے لحاظ سے گویا ضامن کو مجرم تصور کیا جاتا ہے کہ وہ فریق مخالف کے دربار پر حاضری دے کر دو باتوں کی درخواست کرے گا۔ایک یہ کہ میں نے جو کفالت کی ہے اس پر میں نادم ہوں۔دوسرا یہ کہ میں اپنی ذمہ داری پوری کرنے سے عاجز ہوں،اب مجھے خلاصی دو۔حالانکہ شرعاً یہ دونوں درخواستیں ضامن کے ذمہ ضروری نہیں۔کیونکہ اگر کفالت نفس یا مال کی تھی تو شرعاً یہ کفالت ابتداءً جائز تھی مگر جب عجز متحقق ہوا تو شرعاً یہ ضامن خود بخود رہا ہو گیا، اور جب شرعاً وہ ذمہ سے بری ہے تو فریق مخالف سے خلاصی کی درخواست چہ معنی دارد۔اور اگر یہ کفالت ہی غیر شرعی تھی تو وہ کفیل ہی نہیں۔جب کفیل ہی نہیں تو شرعاً اس کی کوئی ذمہ داری بھی نہیں ہے اس لیے اسے خلاصی کی درخواست و مطالبہ کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔فتاوی حقانیہ میں ہے:

"۔۔۔کفالت کے لیے فقہاء نے یہ شرط لگائی ہے کہ صرف ان امور میں کفالت معتبر ہے جو کفیل کے دائرہ اختیار میں ہو۔۔۔تو غیر قانونی طور پر مقیم لوگوں کو حق سکونت فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے،یہ کفیل کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے،اس لیے اس بارہ میں اس کا کفیل بننا صحیح نہیں تو جب کفالت ہی صحیح نہیں تو نقصان کی ذمہ داری بھی اس پر عائد نہیں ہوتی:لماقال المرغيناني:وكل حق لايمكن استيفائه من الكفيل لايصح الكفالة به"[25]

2:کفیل کا دنبہ لے جانے کی حیثیت یا تو تعزیر مالی ہے یا رشوت ہے یا ہدیہ۔اگر تعزیر مالی ہے تو شرعاً تعزیر مجرم کو دیا جاتا ہے حالانکہ شرعاً یہ کفیل فریق مخالف کا مجرم نہیں ہے۔لعدم تحقق الكفالة او لعجزه۔اور اگر رشوت ہے تو اس کی حرمت ظاہر ہے۔اور یہ ہدیہ بھی نہیں ہو سکتا،کیونکہ ہدیہ طیب نفس سے دیا جاتا ہے جبکہ مذکورہ دنبہ بطور شرط معروف ہیں۔فیکون جبراً۔لہٰذا یہ دستور شرعی لحاظ سے ظلم ہے جو ناجائز ہے۔اور شریعت میں نہ ایسی ضمانت کا ثبوت ہے، نہ یہ ضمانت معقول ہے،نہ اس ضمانت کا تقرر جائز ہے،نہ اس کو قبول کرنا جائز ہے اور نہ ہی اس کی بنا پر ضامن کو نقصان پہنچانا جائز ہے،اس لیے اس مروجہ قانون ضمانت کی اصلاح ضروری ہے۔اگر فیصلہ میں فریقین کو پابند کرنا مقصود ہو تو کوئی متبادل جائز صورت اختیار کی جائے۔

ضمانت کی متبادل جائز صورت

ضمانت کی متبادل جائز صورت اول تو یہ ہے کہ شرعی حدود و اصول کا خیال رکھ کر کفیل مقرر کیا جائے۔البتہ اگر اس سے فریقین کی برائیوں کا انسداد نہ ہو سکے تو متبادل صورت جرمانہ(مچلکہ)والی ہو سکتی ہے کہ بوجہ مجبوری امام ابو یوسفؒ اور بعض متاخرین مشائخ رحمھم اللہ کے مسلک کو اختیار کرتے ہوئے ثالث حکم دے کہ جس نے فیصلہ نہ مانا وہ مثلاً دس لاکھ جرمانہ ادا کرے گا اور کفیل اس بات کی کفالت کرے کہ فیصلہ سے انحراف کرنے پر اگر یہ فریق جرمانہ ادا نہیں کرے گا تو میں ادا کروں گا،یہ ضمانت کفالت بالمال کی قبیل سے ہو گی۔پھر اگر کفیل ادا کرے تو وہ اصیل سے مطالبہ کر سکتا ہے لیکن اس صورت میں چند شرائط کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

1:فیصلہ جائز ہو،احکام شریعت سے متصادم نہ ہو۔ورنہ اسے نہ ماننے پر جرمانہ عائد کرنا درست نہ ہو گا۔

2:جرمانہ اتنا مقرر ہو کہ اصیل اور کفیل کی مالی حالت اس کے متحمل ہو۔ورنہ تکلیف مالایطاق ہو کر ناجائز ہو گا۔اگر کفیل کی مالی حالت بالکل کمزور ہو یا وہ

---

[25] عبدالحق،فتاویٰ حقانیہ،کتاب الکفالہ۔مرتب،مختار اللہ،(اکوڑہ خٹک:جامعہ دارالعلوم حقانیہ،2009ء)،ج5،ص391

25 .Abdul Haq, Fatawa Haqqaniyyah, Kitab al-Kafala. Compiled by Mukhtarullah, (Akora Khattak: Jamia Darul Uloom Haqqaniyyah, 2009), Vol. 5, p 391

خود اتنی کمزور حیثیت کا مالک ہو کہ اگر خود جرمانہ ادا کرے تو مکفول عنہ سے وصول نہیں کر سکتا، تو ایسے شخص کو کفیل ہی مقرر نہ کیا جائے اگر تقرر کے بعد اس کا عجز ظاہر ہو جائے تو اسکو معذور سمجھ کر مطالبہ صرف فریق سے کیا جائے کفیل سے نہیں۔ ورنہ یہ کفالت اور اس کی پابندی ناجائز ہو گی۔

3: کفیل کو مطالبہ مال کے سوا کوئی اور نقصان نہ دیا جائے، بلکہ عام مدیون کی طرح اس کے تنگ دست ہونے پر اس کو مہلت دی جائے اور انکار یا مماطلت کی صورت میں بھی کسی پر امن طریقے سے اس کے مال سے جرمانہ وصول کیا جائے۔

4: مال جرمانہ کو اپنے استعمال میں نہ لائیں، بلکہ فلاح و بہبود اور کار خیر میں صرف کیا جائے۔

فتاوی حقانیہ میں ہے:

"ثالث کا فیصلہ اگر شرعی اصول کے منافی نہ ہو تو اس سے انکار ایک غیر شرعی امر ہے اور کسی غیر شرعی امر کے ارتکاب پر جرمانہ وصول کرنا جائز ہے اگرچہ اصل مذہب عدم جواز کا ہے لیکن معاشرہ میں برائیوں کے انسداد کے لیے چونکہ شرعی طریقہ سے تعزیرات کا نظام مفقود ہے اور برائیوں کا انسداد ضروری ہے اس لیے اگر کوئی ایسی طاقت و قوت موجود نہ ہو جس سے جرائم کا انسداد ہو سکے اور تعزیر بالمال سے اس کا انسداد ہو سکتا ہو تو ایسی صورت میں معاشرہ کی اصلاح کی خاطر امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ دینا زیادہ مناسب ہے"[26]

الغرض ثالثین مذکورہ شرائط کی روشنی میں مروجہ طریق ضمانت کے بجائے جرمانہ کی صورت اختیار کر سکتے ہیں۔ اس جرمانہ کی ضمانت کفیل کر سکتا ہے کہ فیصلہ سے انحراف کرنے والے فریق کا جرمانہ میں ادا کروں گا، یہ ضمانت کفالت بالمال کی قبیل سے ہو گی اور ادائیگی کے بعد کفیل اصیل سے مطالبہ کرے گا۔

خلاصہ بحث

مروجہ ضمانت کی بعض صورتیں کفالۃ بالنفس یا کفالۃ بالمال کے تحت داخل ہونے کی وجہ سے جائز ہیں لیکن بہت سی ایسی صورتیں بھی مروج ہیں جو شرعی لحاظ سے کسی بھی جائز کفالت کی شرائط کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس بناء پر کفالت وضمانت کا یہ مروجہ قانون شرعی اصولوں کے خلاف ہے کیونکہ ہر قسم کے فیصلہ کو فریقین سے منوانے کی کفالت وضمانت کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں اور مروجہ ضمانت میں کسی مالی حق کی کفالت کرنے کے بجائے مطلقاً ثالث کے ہر قسم کے فیصلہ کو کسی فریق سے منوانے کی کفالت کی جاتی ہے جو کہ شرعی اصول کے خلاف ہے۔

فقہاء کے مطابق جو چیز کفیل کے دائرہ اختیار سے باہر ہو اس کی کفالت درست نہیں ہے جب کفالت درست نہیں تو کفیل کے ذمہ کچھ لازم بھی نہیں ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ثالث کا فیصلہ کسی سے منوانا اس کفیل کے دائرہ اختیار سے باہر ہے جس کے پاس اقتدار نہ ہوں یا صاحب عہدہ نہ ہوں۔

اسی طرح مروجہ طریق ضمانت (کفالت) اس لیے بھی شرعی لحاظ سے ناجائز ہے کہ فیصلہ سے رو گردانی کرنے کا گناہ کسی ایک فریق نے کیا اور اس کی سزا اس کی ایک بے بس و بے اختیار اور بے گناہ ضامن (کفیل) کو دی جاتی ہے۔ جبکہ عقل کے رو سے بھی ضمانت کر کے احسان کرنے والے کو نقصان دینا مناسب نہیں ہے۔ اس کے علاوہ عجز کی صورت میں ضامن کا فریق کے گھر دنبہ لے جانے کا دستور شرعی لحاظ سے ناجائز اور ظلم پر مبنی ہے، شریعت میں نہ ایسی ضمانت کا ثبوت ہے، نہ یہ ضمانت معقول ہے، نہ اس ضمانت کا تقرر جائز ہے، نہ اس کو قبول کرنا جائز ہے اور نہ ہی اس کی بنا پر ضامن کو نقصان پہنچانا جائز ہے، اس لیے اس مروجہ قانون ضمانت کی اصلاح ضروری ہے۔ اگر فیصلہ میں فریقین کو پابند کرنا مقصود ہو تو متبادل جائز صورت جرمانہ (مچلکہ) اختیار کرے، کہ معاشرہ میں برائیوں کے انسداد کے لیے ثالث، امام ابو یوسفؒ اور بعض متاخرین مشائخ رحمہم اللہ کے مسلک کو اختیار کر سکتا ہے۔

---

[26] ایضاً، کتاب الدعویٰ والقضاء، ج5، ص361

.Ibid, Kitab al-Dawa' wa al-Qaza, vol. 5, p. 361

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)